Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:25, Issue:2, 2020 ; pp. 222-241

عہدِ تغلق کے بعد فکرِ سلاطینِ ہند کا مذہبی منظر نامہ

A religious scenario of Sub-Continental history after Tughluq Empire

Dr. Mahmood Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies and Arabic, Government College University, Faisalabad.
(Corresponding Author)

Dr. Hafiz Hassan Madani
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore.

KEYWORDS:

HISTORY, MUSLIM RULE, RELIGIOUS CULTURE, HINDU CULTURE IN MUSLIMS

Date of Publication: 31-12-2020

ABSTRACT

This article is a brief study of religious practices of Islamic rule in sub-continent. Muslim's rule on Sub-Continent after tughluq family to Mughal family is extended than five centuries. Muslim rule could not perform revolutionary role for the preaching of Islam. Some of the Mughal Empires were impressed by Hindus. As a result, Humayyun was not eating beef, the Akbar started new religion and Shah Jahan was captivated in honor of Hindu sadhus. Rather than to strengthen the Islam they paid their attention to strengthening their empire Except Orang Zaib Alamgir, Sikander lodhi and Sher shah soori. In this article an attempt will be made to examine those religious practices which seem to owe something to the interaction of Hinduism and Islam. As a minority, Indian Muslims have been living in close proximity with the Hindus since eleventh century. Due to this, impact of Hindu cultural and religious practices reflected in the society of Indian Muslims. So that Hindu traditional norms and customs infiltrate in the Muslim's society. Despite the long-term government of Muslims in sub-continent, Hindus have always been outnumbers than Muslims.

سیاسی ومذہبی پس منظر: سلطان علاؤ الدین خلجی (۶۹۵ھ ۔ ۷۱۵ھ /۱۲۹۶ء ۔۱۳۱۶ ء)کے بعد سلاطینِ تغلق نے دہلی کی باگ ڈور سنبھالی، محمد بن تغلق(۷۲۵ھ۔۷۵۲ھ /۱۳۲۵ء۔۱۳۵۱ء) اپنے باپ غیاث الدین تغلق کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ محمد بن تغلق حافظ قرآن،عالم وفاضل،پابند شریعت شخص تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ لہو ولعب، بدکاری، تن آسانی، غفلت، بے حیائی، شراب نوشی، زناکاری سے پاک وصاف انسان تھا۔ محمد بن تغلق کے بعد فیروز شاہ تغلق کا عہد (۱۳۵۱ء تا۱۳۸۸ء / ۷۵۲ھ ۷۹۰ھ) ہے۔اس کے عہد میں بقول ثروت صولت: کتاب وسنت پر عمل کمزور ہو گیا تھااور اسلام ایک رواجی مذہب بن گیا تھا۔ بدعتوں، پیرپرستی اور قبر پرستی کا زور ہو گیا تھااور خود بادشاہ بھی ان کمزوریوں کا شکار ہو گیا تھا۔[1] فیروز شاہ کی وفات کے بعد ملک خانہ جنگی میں مبتلا ہو گیا۔ صرف چھ سال کی مختصر مدت میں تین سلطان تخت نشین ہوئے اور اُتارے گئے۔ چوتھا حکمران ناصر الدین محمود شاہ تغلق اس خاندان کا آخری حکمران تھا۔

خاندانِ لودھی اور مذہبی حالات: اس کے بعد خاندانِ سادات نے اڑتیس (۳۸)سال حکمرانی کی یہ خاندان مضبوط حکومت کرنے میں کامیاب نہ ہوا، لیکن لاہور اور سرہند کے پٹھان صوبے دار بہلول لودھی نے دہلی پر قبضہ کر لیااور اس کے بعد لودھی سلطنت قائم ہوئی جو کہ (۱۴۵۱ء تا۱۵۲۶ء / ۸۵۵ھ تا ۹۳۲ھ) تقریباً ۷۵سال تک رہی۔

عہدِ لودھی میں بھگتی تحریک:

لودھیوں کے عہدِ حکومت میں کئی ایسے فرقوں کا آغاز ہوا جنہوں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے عقائد کو ملانا چاہا۔ بنارس میں کبیر داس نے اور پنجاب میں بابانانک نے نئے مذاہب اور نئے فرقے قائم کر کے اس بات کی کوشش کی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو ایک مذہب اور ایک مسلک پر مجتمع ومتفق کر دیا جائے۔ اس وقت کی مذہبی حالت کے بارے میں اکبر شاہ خاں نجیب آبادی یوں رقم طراز ہیں: مشرقی ہند میں کبیر کا اور مغربی ہند میں نانک کا جدید مذہب جاری کرنا اور ہندو مسلمان دونوں کا اُن کی طرف متوجہ ہو کر اُن کے جدید مذہبوں کو اختیار کرنا اِس بات کی صاف دلیل ہے کہ کتاب وسنت کا کوئی معقول چرچا نہ ہونے کے سبب بے علم صوفیوں اور جاہل پیروں کے ہاتھوں ہندوستان میں عام طور پر مسلمانوں کی ایسی ناگفتہ بہ حالت ہو گئی تھی کہ اُن کو مشکل ہی سے مسلمان کہا جاسکتا تھااور نہ یہ کیسے ممکن تھا کہ ایک شخص جو آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے واقف ہو اور کبیر کے دوہروں کو

عقیدہ واعمال کی بنیاد قرار دے اور گروگرنتھ کے اشلوکوں پر آیت قرآنی کی طرح ایمان لائے اور جب کبیر داس اور نانک صاحب فوت ہوں تو مسلمان اور ہندوؤں میں اُن کی لاش کے دفن کرنے یا جلائے جانے پر تلواریں کھنچ جائیں۔۲؎

مزید یہ کہ صوفیا والا کام ہندوؤں نے بھی شروع کر دیا، رامانند، گورونانک، سوامی، چیتینا اس قسم کے گورو تھے، اُنھوں نے نہ صرف "ویدانتی توحید" اور متصوفانہ "فنا فی اللہ" کے اُصول کو عام کیا، بلکہ اپنی برادری میں داخل ہونے کے لیے ہندو مسلمان کی قید بھی اُٹھا دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کے معتقدین میں نہیں بلکہ خلفاء میں ہم کو مسلمان نظر آتے ہیں، کبیر پنتھی، داود پنتھی وغیرہ اِس کی زندہ مثالیں ہیں۔۳؎ اس دوران سکندر لودھی (۱۴۸۹ء تا ۱۵۱۷ء / ۸۹۴ھ تا ۹۲۲ھ) ایسا حکمران تھا جس کی طبیعت میں دینی جذبہ کارفرما تھا۔

عہدِ سکندر لودھی میں مذہبی حالات: تو یہ تھے برصغیر کے مذہبی حالات اِس دوران سلطان سکندر لودھی نے یہ اقدامات کیے۔

- ایک ہندو وبرہمن نے جب یہ خیال ظاہر کیا کہ ہندو مذہب اور اسلام دونوں سچے ہیں تو بادشاہ نے اس برہمن کو، جو اسلام اور ہندومت کو جمع کرنا چاہتا تھا، قتل کروادیا۔۴؎
- ایک دفعہ بادشاہ کسی جنگی مہم پر تھا کہ کسی فقیر نے سلطان کو مدد کے لیے پکارا جس طرح اللہ سے مدد مانتے ہیں تو سلطان نے کہا: "اللہ کو پکارو جو اپنی رعیت پر ہمیشہ لطف و کرم فرماتے ہیں اور اس سے کوئی چیز بھی رائی کے برابر بھی مخفی نہیں ہے۔۵؎
- اس نے سالانہ عرس سالار مسعود غازی پر جانے سے بھی منع کیا۔ عورتوں کو زیارتِ قبور سے منع کیا۔ ۶؎

سکندر کے زمانہ میں علمائے دِین کی بہت کمی تھی، بقول اکبر شاہ خان نجیب آبادی: "علمائے دِین کسی قدر نایاب تھے؟ اس کا اندازہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ جب شیخ جمال کنبوہ حجاز و عراق و خراسان کا طویل سفر ختم کر کے دہلی آئے تو سلطان سکندر سنبھل میں مقیم تھا۔ سلطان نے بار بار ان کے بلانے کو آدمی بھیجے، ان کے آنے میں دیر ہوئی تو ان کے پیر اور خسر شیخ سماؤ الدین کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ میری سفارش کیجیے، پھر ایک مثنوی خود تصنیف کر کے شیخ جمالی کے پاس بھیجی جس میں شوق ملاقات کا اظہار کیا گیا تھا۔"۷؎

مغلیہ سلطنت اور مذہبی حالات: ظہیر الدین بابر:

اس سلطنت کا بانی ظہیر الدین بابر (۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء / ۹۳۲ھ تا ۹۳۶ھ) ہے۔ جو کہ تیموری خاندان سے تھا۔ اس نے ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے مقام پر لودھی خاندان کے آخری بادشاہ ابراہیم لودھی (۱۵۱۷ء تا ۱۵۲۶ء / ۹۲۳ھ تا ۹۳۲ھ) کو شکست دے کر مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ بابر نہ صرف سپہ سالار تھا بلکہ فارسی و ترکی کا شاعر بھی تھا، اس نے خطِ بابری اِیجاد کیا تھا اور اس طرزِ تحریر میں اُس نے کلامِ مجید کے کئی نسخے لکھ کر مکہ معظمہ بھجوائے۔۸؎

بابر کے مذہبی خیالات:

بابر کے مذہبی خیالات سمجھنے کے لیے ملاحظہ ہو اس کی وصیت جو اُس نے اپنے بیٹے ہمایوں کو کی: "فرزندِ من! ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے کہ اُس نے تمھیں اِس ملک کا بادشاہ بنایا ہے۔ اپنی بادشاہی میں تمھیں ذیل کی باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

۱۔ تم مذہبی تعصّب کو اپنے دل میں ہر گز جگہ نہ دو اور لوگوں کے مذہبی جذبات اور مذہبی رسوم کا خیال رکھتے ہوئے رورعایت کے بغیر سب لوگوں کے ساتھ پورا انصاف کرنا۔

۲۔ گاؤکشی سے بالخصوص پرہیز کرو تا کہ اس سے تمھیں لوگوں کے دل میں جگہ مل جائے اور اس طرح وہ احسان اور شکریے کی زنجیر سے تمہارے مطیع ہو جائیں۔

۳۔ تمھیں کسی قوم کی عبادت گاہ مسمار نہیں کرنی چاہیے اور ہمیشہ سب سے پورا انصاف کرنا چاہیے تا کہ بادشاہ اور رعیت کے تعلقات دوستانہ ہوں اور ملک میں اَمن وامان رہے۔

۴۔ اِسلام کی اشاعت ظلم وستم کی تلوار کے مقابلے میں لطف واحسان کی تلوار سے بہتر ہو سکے گی۔

۵۔ شیعہ سنی اختلافات کو ہمیشہ نظر انداز کرتے رہو کیونکہ اِن سے اسلام کمزور ہو جائے گا۔

۶۔ اپنی رعیت کے مختلف خصوصیات کو سال کے مختلف موسم سمجھو، تا کہ حکومت بیماری اور ضعف سے محفوظ رہ سکے۔۹؎

ہمایوں:

بابر کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے نے حکومت سنبھالی۔ اس کی حکومت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

پہلا دور: ۱۵۳۰ء تا ۱۵۴۰ء دوسرا دور: ۱۵۵۵ء تا ۱۵۵۶ء

پہلے دور کے ابتدائی چند سال اس کی کامیابی کے تھے لیکن بعد میں اس کو پے در پے جنگوں کا سامنا کرنا پڑا اور آخر کار شیر شاہ سوری نے اس کو شکست دی اور خاندان سوری کی سلطنت قائم کی ۔ یہ سلطنت (۱۵۴۰ء تا ۱۵۵۵ء /۹۴۷ھ تا ۹۶۲ھ) پندرہ برس قائم رہی۔

شیر شاہ سوری:

شیر شاہ سوری غیر معمولی ذہین آدمی تھا۔ اس نے جونپور کے مدارس میں تعلیم پائی تھی۔ سکندر نامہ، گلستان، بوستان وغیرہ اسے زبانی یاد تھیں۔ فلسفے سے بھی واقف تھا اور عربی میں کافیہ، شرح کافیہ پڑھ چکا تھا۔ علم و فضل سے دلچسپی کے علاوہ بڑا منتظم اور قابل حاکم تھا۔ ۱۰؎ اس کا عہدِ حکومت (۱۵۴۰ء تا ۱۵۴۵ء /۹۴۷ھ تا ۹۵۲ھ) صرف پانچ سال ہے لیکن اس مختصر مدت میں اس نے بہت لمبی لمبی سڑکیں تعمیر کیں، چوری، رہزنی ختم کر دی، اپنے لشکر کو حکم دیا تھا کہ کہیں ٹھہریں تو زراعت کو نقصان نہ پہنچائیں۔

شیر شاہ سوری اور مذہب: شیر شاہ سوری صبح سویرے اٹھتا، نماز فجر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتا۔ وظائف سے فارغ ہو کر سلطنت کے کام میں لگ جاتا۔ دوپہر کو کھانا کھا کر کچھ آرام کرتا۔ پھر انتظام سلطنت میں مشغول ہو جاتا۔ نماز کا پابند اور احکام اسلامی کا سختی سے متبع تھا اور رعایا کو بھی پابند بنانا چاہتا تھا۔ ۱۱؎

شیر شاہ کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے اسلام شاہ سوری (۱۵۴۵ء تا ۱۵۵۴ء / ۹۵۲ھ تا ۹۶۱ھ) محمد عادل شاہ سوری و سکندر شاہ سوری (۱۵۵۴ء تا ۱۵۵۵ء /۹۶۱ھ تا ۹۶۲ھ) آئے۔ اس کے بعد ہمایوں کا دوسرا دَور ہے۔ ہمایوں نے باپ کی وصیت کے مطابق گائے کشی سے پرہیز کیا بلکہ وہ ذبح شدہ گائے کا گوشت کھانا وہ خاندان بابر کے لیے حرام سمجھتا تھا۔ جب اس کے سامنے گائے کے گوشت کی یخنی اور کباب پیش کئے گئے تو فوراً لقمہ ہاتھ سے گرا دیا اور کہا: فرزندانِ بابر کے لیے گائے کے گوشت سے پرہیز لازم ہے۔ ۱۲؎

اس سے معلوم ہوا کہ شاہانِ مغل صرف حکمت عملی کے طور پر گائے کے گوشت سے پرہیز نہیں کرتے تھے بلکہ اُنہوں نے اپنی رعایاکے ہم رنگ ہونے کے لیے اس سے پرہیز کو اپنے معمولات زندگی میں شامل کر لیا تھا اور یہی رواداری کی انتہا ہے۔

اس عہد کے معروف سلسلے:

شیخ اکرام نے رودِ کوثر میں اُس وقت کے مختلف سلسلوں کا ذکر کیا، یہاں ان کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ اس وقت کی مذہبی حالت سمجھی جا سکے۔ اس دور میں کئی سلسلوں نے فروغ پایا جن میں سے معروف یہ ہیں:

۱۔ شطاری سلسلہ: یہ تصوف کا طریق شطاریہ نام سے معروف ہوا۔ شطاری اس لیے کہلاتے کہ سلوک اور طریقت میں وہ دوسرے سلسلوں سے سرگرم (شطار) تھے۔ یہ جنگلوں میں سخت ریاضتیں کرتے، اس سلسلہ کے معروف بزرگ محمد غوث گوالیاری شطاری تھے۔ اُنھوں نے مغل بادشاہوں سے روابط قائم کر لیے۔ پہلے بابر کے ساتھ تعلقات اُستوار کیے۔ پھر ہمایوں اُن کا معتقد ہوا۔

شیر شاہ سوری کے دور میں وہ ڈر کے مارے اہل وعیال، مریدوں اور سازوسامان کے ساتھ ہجرت کر گئے۔ ان کے عقائد اور تصانیف کو پڑھ کر اس وقت کے محدث وحید عالم دین شیخ علی متقی (م ۹۷۵ھ) صاحب "کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال" نے ان کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔ لیکن اُن کا رسوخ عوام میں بڑھتا گیا۔ اور شیخ متقی کے فتوے کو کوئی اہمیت نہ دی گئی۔ دربار اکبری میں شیخ محمد غوث گوالیاری شطاری کی حسبِ توقع قدر دانی نہ ہوئی لیکن خاندانی تعلقات کو مدنظر رکھتے ہوئے اکبر نے اُن کے لیے گراں بہا جاگیر مقرر کر دی۔ بہت سی رقم دی۔ شیخ نے اس روپے سے خانقاہ تعمیر کروائی جہاں سماع و سرود اور وجد کا شغل رہتا۔ اُنھوں نے کئی تصانیف چھوڑیں۔ رسالیہ معراجیہ، کلید مخازن، کنز الوحدہ، ضمائر وبصائر، بحر الحیوۃ، بحر الحیوۃ میں ہندو یوگیوں اور سنیاسیوں کے اَطوار و اشغال ہیں۔

۲۔ سلسلہ مداریہ:

اس زمانے میں اس سلسلے نے ان پڑھ عوام میں خاصہ اثر کر لیا۔ اس سلسلے کا انتساب شاہ بدیع الدین مدار سے کیا جاتا ہے۔ مشہور تھا کہ اُنھوں نے بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا جو لباس ایک دفعہ پہنا اس کی دھونے کی ضرورت نہ پڑی۔ رفتہ رفتہ اس گروہ میں برہنگی اور بے حجابی نے رواج پا لیا اور یہ عجیب عقائد رکھتے تھے۔

۳۔روشنیہ فرقہ:

پیر روشن پانی روشنیہ سلسلہ میاں بایزید انصاری ۱۵۲۵ء میں پیدا ہوئے، بایزید پر کافی ہندو اثرات تھے۔ اُس نے کلام الٰہی، احادیث نبوی اور احکام شریعت پر خود ہی غور وخوض کیا۔ لیکن ایسے ایسے معانی نکالے کہ حقیقت سے بہت دور جا پڑے اور شریعت وطریقت کی خود روترجمانی سے ایک ایسا ملغوبہ تیار کیا جو مروجہ اسلام سے بالکل مختلف تھا۔ اس نے نماز کے لیے قبلہ رو ہونے کی شرط اُڑا دی۔ غسل کے لیے پانی کو غیر ضروری قرار دیا۔ مریدوں کو تعلیم دی کہ جو ان کے پیر کا قائل نہ ہو اور وحدت الوجود کے راستے پر نہ چلے اس کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے۔ بلکہ اُنھوں نے تو اپنے مخالفین کا قتل کرنا اور اُن کا مال ومتاع لوٹ لینا جائز قرار دیا۔ ۱۳؎ پیر بایزید اور اُن کے مریدوں نے اس علاقے کی موسیقی کے فروغ میں بڑا حصہ لیا۔ ۱۴؎

عہدِ اکبری اور مذہب:

ہمایوں کی وفات کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین اکبر نے سلطنت سنبھالی اور مغلیہ سلطنت کو مستحکم کیا، اس نے (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء / ۹۶۳ھ تا ۱۰۱۴ھ) تقریباً ۵۰ سال حکومت کی۔ اس کے عہد حکومت میں مذہب بہت زیادہ متاثر نظر آتا ہے۔ اکبر نے مذہبی معاملات میں دخل اندازی کرنی شروع کر دی۔ اکبر کی مذہبی پالیسی کے دو پہلو تھے۔ ایک انتظامی اور سیاسی معاملات میں "صلح کل" کی پالیسی اور دوسرے مریدان شاہی اور دوسرے مذاہب کا وہ ملغوبہ جسے بسا اوقات "دینِ الٰہی" کہا جاتا ہے۔

شیخ محمد اکرام "رودِ کوثر" میں "اکبر کی ابتدائی مذہبی حالت" کے تحت لکھتے ہیں کہ ابتداءً اکبر کی مذہبی حالت بہتر تھی اور اس کی بہتر مذہبی حالت کی مثال اس طرح دیتے ہیں۔ " ایک دفعہ سلطان الہند خواجہ (معین الدین) اجمیری سے عقیدت پیدا ہو گئی اور پھر تو یہ حال ہوا کہ سال بسال اجمیر جاتا تھا۔ کوئی مہم یا خاص مراد ہو تو اس کے علاوہ بھی۔ ایک منزل سے پیادہ پا جاتا تھا اور بعض منتین (مثلاً جہانگیر کے تولد سے پہلے) تو ایسی بھی ہوئیں کہ فتح پور یا آگرے سے اجمیر تک پاپیادہ گیا۔ وہاں ہزاروں لاکھوں روپے چڑھاوا چڑھاتا اور پہروں مراقبے میں بیٹھا رہتا۔ فوج کا نعرہ "یاہادی یا معین" تھا۔ ۱۵؎

اس سے معلوم ہوا کہ مؤرخ نے جو اکبر کی ابتدائی مذہبی حالت کو سراہا ہے وہ مذکورہ بالا حالت تھی۔ یعنی اس وقت کے معاشرے میں ان اُمور کو بجالانا بہت بڑی نیکی شمار ہوتی تھی، جب مذہب کی بہترین حالت یہ تھی

تو بگڑی حالت کیا ہو گی؟ مزید یہ کہ اکبر سلیم چشتی کا بڑا معتقد تھا۔ جب جہانگیر پیدا ہونے والا تھا تو حصولِ برکت کے لیے اس کی والدہ کو شیخ کے حجرے میں بھیج دیا اور انہی کی نسبت سے بیٹے کا نام سلیم ۱۶ رکھا۔ اور اس کے بعد شیخ سلیم چشتی کی نئی خانقاہ کے پاس ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرائی جس کا نام "عبادت خانہ" رکھا۔ ۱۷

بادشاہ کی بدمذہبی کا اَصل محرک:

اکبر کی بدمذہبی کی وجہ علماء کا باہمی اختلاف بنا بعض ایک عالم ایک چیز کو حرام کہتا تو دوسرا حلال، جس سے بادشاہ کے ذہن میں حلال و حرام کی تعیین ہی نہ رہی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب بادشاہ کی چار سے زائد بیویوں ۱۸ یعنی تعدد اَزواج پر گفتگو ہوئی تو بادشاہ نے چاہا کہ کسی طرح رخصت مل جائے، اس پر کسی نے متعہ کا راستہ دکھایا اور مشورہ دیا گیا کہ حنفی قاضی کی بجائے مالکی قاضی مقرر کیا جائے۔ سو مالکی قاضی کی تعیناتی ہوئی جس نے فوراً حسب الطلب فتویٰ دے دیا۔ ۱۹

بادشاہ کو فقہی اختلاف نے آزادی کا راستہ دکھایا۔ صوفی تاج الدین اجودھنی نے وحدت الوجود کا نظریہ پیش کیا۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی ایسی تاویل و ترجمانی کی کہ بادشاہ حیران رہ گیا۔ اُنہوں نے خلیفہ الزمان کو انسان کامل کہا اور بادشاہ کے لیے سجدہ تجویز کیا۔ بادشاہ "عامی محض" تھا ان ترجمانیوں سے وہ حق و باطل کی تمیز سے عاری ہو گیا۔ ۲۰ اس پر مستزاد یہ کہ شیخ مبارک نے بادشاہ کو مجتہد قرار دے دیا اور کہا کہ احکامِ شرعی میں بادشاہ کسی کا محتاج نہیں۔ ۲۱

اکبر کا نیا دِین:

اکبر نے رعایا کو آپس میں منقسم ہونے کے پیش نظر ۹۸۹ھ / ۱۵۸۱ء میں نئے دین کی بنیاد رکھی۔ وہ چاہتا تھا کہ تمام مذاہب کی اچھی اچھی باتیں اس دین میں سمو جائیں اور مذہبی اختلاف و نزاع والی باتیں نکال دی جائیں اور باہم مل جل کر رہا جائے۔ تمام ان پابندیوں کو ختم کر دیا جو مذہبی اختلافات کی بنا پر ہندوؤں کو شہریت کے بعض حقوق سے محروم کرنے والی ہو سکتی تھیں۔ مثلاً جزیہ معاف کر دیا، نئے مندر تعمیر کروائے، ہندوؤں کو بلا مزاحمت مذہبی رسوم ادا کرنے کی عام اجازت دے دی۔ ہندو گھرانوں سے شادی بیاہ کا رشتہ قائم کیا۔ محل کی ہندو رانیوں کو اپنے مذہبی عقائد کی مکمل آزادی تھی، محلوں میں اَذان و ناقوس کی صدائیں ایک ساتھ بلند ہونے لگیں۔ ۲۲

دِینِ الٰہی میں نفس پرستی، غبن، فریب، غیبت، جبر، تعدّی، تخویف اور تکبر کی ممانعت تھی۔ ان میں جین مت کے عقیدہ اھمسا، اور کیتھولک عیسائیوں کی تجرّد پسندی کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے تمام مرید آپس میں ملتے وقت "اللہ اکبر اور جل جلالہ" کہہ کر سلام کرتے تھے۔ اس میں اکبر کی طرف ایک خوشامدانہ اشارہ بھی پایا جاتا تھا۔ اس کے بنیادی عقائد یہ تھے:

- ذبیحہ گاؤ کی ممانعت، جھروکہ درشن، داڑھی منڈوانا، بھدر کروانا، قشقہ لگانا اور ہندو رانیوں کے ساتھ مل کر ان کی مذہبی رسوم میں حصہ لینا۔
- جو لوگ اس دین میں داخل ہوتے اُنھیں بیعت کرتے وقت لا الہ الا اللہ۔ اکبر خلیفۃ اللہ کہنا پڑتا۔
- اس کے ماننے والوں کو اخلاص چہار گانہ (ترکِ مال، ترکِ جان، ترکِ ناموس، ترکِ دین) کا اقرار کرنا پڑتا۔
- ان مریدوں کو جوگیوں کی اصطلاح میں چیلہ کہا جاتا تھا بادشاہ کی طرف سے انھیں زنار یا انگشتری "جس پر اسم اعظم و نقش اللہ اکبر کندہ ہوتا تھا، اور بطور شجرہ بادشاہ کی تصویر عطا ہوتی تھی، جسے وہ مرصع غلاف میں رکھ کر دستار میں لگاتے تھے۔
- بادشاہ نے علی الاعلان اسلام کی مخالفت شروع کر دی، قرآن کا منکر ہو گیا۔ وحی، حیات بعد الموت اور یوم جزا کا انکار کرنے لگا۔
- آفتاب پرستی اور مسئلہ تناسخ کا قائل ہو گیا۔ سجدہ تعظیمی پر زور دیا گیا، شراب حلال، سور کا گوشت، شراب کا جزو بن گیا۔
- جزیہ موقوف، سود اور جوئے کی حلت کا اعلان ہوا، صوم و صلوٰۃ اور حج منسوخ، دیوان حکومت میں اذان اور باجماعت نماز موقوف ہو گئی۔ ۲۳

مولانا ابو الکلام آزاد نے عہدِ اکبری کے اِلحاد کا مقابلہ کرنے والا تن تنہا مجدّد الف ثانی کو قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: شہنشاہ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہدِ جہانگیری کے اوائل میں کیا ہندوستان علماء و مشائخ حق سے بالکل

خالی ہو گیا تھا؟ کیسے کیسے اکابر موجود تھے، لیکن مفاسدِ وقت کی اِصلاح و تجدید کا معاملہ کسی سے بھی بن نہ آیا۔ صرف حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ہی تن تنہا اس کاروبار کا کفیل ہوا۔ ۲۴

عہد جہانگیری میں مذہب:

اکبر کی وفات (۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء) کے بعد اس کا بیٹا شہزادہ سلیم معروف از جہانگیر جانشین ہوا۔ اس کی سلطنت (۱۰۱۴ھ ۱۰۳۷ھ / ۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء) ہے۔ اس وقت اسلام کے لیے سب سے اہم مسئلہ اکبر کے جانشین کا مذہب تھا، جہانگیر نے عہدِ اکبری کے بیشتر قواعد جو شرع کے خلاف تھے، موقوف کر دیے۔ اکبر کی زندگی کے آخری ایام میں شیخ فرید بخاری ملقب بہ "نواب مرتضیٰ خاں" اور دوسرے مسلمان امراء نے جہانگیر سے وعدہ لیا تھا کہ وہ تخت نشین ہوتے ہی اسلامی احکام جاری کرے گا، نہ کہ اکبری قوانین۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ جہانگیر از خود شراب میں مبتلا تھا، اس کے دو بھائی شہزادہ مراد اور شہزادہ دانیال شراب نوشی کی کثرت کی وجہ سے جوانی میں ہی مر گئے البتہ جہانگیر کی بیوی نور جہاں نے اس کی شراب نوشی کم کر دی تھی۔ جہانگیر اگرچہ آرام طلب و عیش پسند تھا لیکن سلطنت کے انتظام میں اس نے غفلت نہیں برتی۔ ہندوؤں کے ساتھ حسن سلوک میں اس نے بڑی حد تک باپ کی پالیسی پر عمل کیا، البتہ اکبر کی مذہبی پالیسی اختیار نہیں کی۔ ۲۵

لیکن باپ کی طرح شادی بیاہ بھی ہندوؤں میں کیے اس کی بیوی "شاہ بیگم "راجہ بھگوان داس کی لڑکی تھی، راجہ اودھے سنگھ کی بیٹی جودہ بائی عرف جگت گوسائیں، راجہ کیشوداس راہور، راجہ رائے سنگھ راول بھیم وائی جیسلمیر کی صاحب زادیاں جہانگیر سے منسلک ہوئیں، شیر افگن کی بیوہ نور جہاں بھی جہانگیر کے حرم میں آئی۔ ۲۶

اس سے معلوم ہوا کہ جہانگیر کے ساتھ بھی اکثریت ہندو عورتوں کی تھی، ہندوؤں کے ساتھ مسلم بادشاہوں کے حد سے بڑھے ہوئے تعلق نے مسلمانوں پر ہندو تہذیب کے اثرات تیزی سے ثبت کیے۔ مزید بر آں مسلم حکمران ہندو مذہب کو نہ صرف سچا مانتے بلکہ ہندو جوگیوں کی خدمت میں عقیدت مندانہ حاضری بھی دیتے۔ شہنشاہ جہانگیر بھی اجین کے مشہور جوگی گسائیں جدروپ کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہوئے۔ وہ خود لکھتے ہیں:

"میں سیر کشمیر کے لیے آگرہ سے روانہ ہوا، جب متھرا پہنچا تو گسائیں جد روپ کے وہاں موجود ہونے کی خبر مجھے ملی۔ میں بے تکلف اس کے پاس گیا۔ حق جل وعلا نے اس کو عجیب توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی اور فطرتِ بلند کے ساتھ عقلِ خداداد کا خزانہ اس کے پاس ہے۔ مال و طمع دنیا سے بے پروا اور اپنے حال میں مستغنی اور بے نیاز ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسبابِ دنیا سے آدھ گز لنگوٹی اور ایک مٹی کے برتن کے سوا جس سے وہ پانی پیتا تھا، اس کے پاس اور کچھ نہ تھا۔ جب میں اس سے رخصت ہوا تو فی الحقیقت اس کی جدائی میرے دل کو نہایت ناگوار گزری۔"[۲۷]

یہ تھی مسلم حکمرانوں کی حالت، کہ بجائے اسلام کی بالادستی قائم کرنے اور اپنی اسلامیت پر فخر کرنے کے ہندو مذہب سے مرعوبیت اُن کے دل و دماغ میں سرائیت کر گئی تھی۔ ورنہ اگر اسلام کی اشاعت میں کوششیں صرف کی جاتیں تو آج برصغیر پاک وہند کی صورتحال بالکل مختلف ہوتی۔

عہدِ شاہ جہانی کا مذہبی رجحان:

جہانگیر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شہزادہ خرم (شاہجہاں) تخت نشین ہوا۔ اور (۱۰۳۷ھ۔۱۰۶۷ھ /۱۶۲۷ء۔۱۶۵۷ء) تیس سال حکومت کی۔ اس کے زمانے میں وہ ردِ عمل جو اکبری طریقِ کار کے خلاف جہانگیر کے عہد میں شروع ہوا تھا اور بھی قوی ہو گیا۔ اسلام اور شعائرِ اسلامی پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ عہدِ جہانگیری میں عام لوگوں کے لیے درباری سجدہ برقرار تھا۔ شاہجہاں نے اسے موقوف کر دیا۔ وہ نماز روزہ کا پابند، علما وفضلا کا قدردان تھا۔ اکبر وجہانگیر کے مقابلے میں اسے اُمورِ اسلامی کا زیادہ خیال تھا، لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ تمام ملک سے مذہبی بے قاعدگیاں دور ہو گئیں تھیں۔ بلکہ یہ رواج عام تھا کہ مسلم وہندو گھرانے آپس میں شادیاں کرتے تھے، شاہجہاں نے آکر اس رسم کو کم کرنے کے لیے مہم چلائی۔ شاہ جہاں نے یہ احکام جاری کیے:

"کہ جس ہندو کے گھر میں مسلمان عورت ہو اگر وہ مسلمان ہو جائے تو عورت سے اس کا نکاح دوسری بار پڑھا جائے ورنہ مسلمان عورت کو اس سے جدا کیا جائے۔ چنانچہ جو کوز میندار جس سے یہ فعل سرزد ہوا، اپنے تمام قبیلے کے ساتھ مسلمان ہوا اور راجا دولتمند کے خطاب سے سرفراز ہوا...جب بادشاہ کی سواری پنجاب کے قصبہ گجرات پہنچی تو وہاں کے سادات ومشائخ نے عرض کیا کہ وہاں کے بعض ہندوؤں نے مسلمان عورتیں گھروں میں ڈال رکھی ہیں (حرائر وامائے مومنہ در تصرف دارند)

اور ان میں بعض نے تو مسجدوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اس پر شیخ محمد گجراتی کو جو علوم رسمی سے واقف تھا اور نو مسلموں کا داروغہ مقرر ہوا تھا، حکم ملا کہ ثبوت کے بعد مسلمان عورتوں کو ہندوؤں کے قبضہ سے نکالے اور مسجدوں اور غیر مسلموں کی عمارتوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ کرے۔ چنانچہ شیخ نے ستر (۷۰) مسلمان عورتوں کو ہندوؤں کے قبضے سے نکالا۔ اور جہاں جہاں مسجدوں پر ہندوؤں نے بیجا تصرف کر لیا تھا تحقیق کے بعد اُنھیں واگزار کر دیا اور غیر مسلموں سے جرمانہ لینے کے بعد مسجدوں کو بحال کیا۔"۲۸؎

شاہجہاں نے ہندو مسلم خانگی تعلقات کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا، وہ جہانگیر کی طرح ہندو سنیاسیوں کا قائل نہ تھا، لیکن اس کے عہدِ حکومت میں یہ رجحانات ختم نہ ہوئے۔ اس میں بڑی حد تک جس شخصیت نے ہندو جوگیوں اور مسلم صوفیہ کے مابین قربت پیدا کرنے کی کوشش کی وہ اس کا بیٹا دارا شکوہ تھا۔

دارا شکوہ کی مذہبی حالت:

دارا شکوہ شاہجہاں کا بڑا بیٹا تھا، ایک مدت تک شاہجہاں کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوتی رہیں۔ چنانچہ اس نے خواجہ معین الدین اجمیری کے دربار پر جا کر دعا کی اور نذر مانی جس کی بنا پر دارا شکوہ پیدا ہوا۔۲۹؎ جب اُنیس سال کی عمر میں دارا شکوہ بیمار پڑ گیا تو شاہجہاں اس کو حضرت میاں میر کی خدمت میں لے گیا اور صحت کی دعا کروائی اور وہ صحت یاب ہوا۔ ۳۰؎ اس سے دارا شکوہ کے دل میں صوفیہ سے عقیدت بڑھ گئی۔ رفتہ رفتہ اس عقیدت نے ملحدانہ رُخ اختیار کر لیا اور وہ جس طرح صوفیہ کے پاس جاتا تھا اسی طرح اس نے ہندو جوگیوں اور سنیاسیوں کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کر دیا۔ پھر یہ عقیدت اس قدر بڑھی کہ وہ ہندو جوگیوں سے بے حد متاثر ہو گیا۔ اس کی وجہ شیخ اکرام نے یوں بیان کی ہے:

"اس (دارا شکوہ) کی تلاش و تحقیق مسلمان صوفیہ تک محدود تھی، لیکن ملا شاہ اور دوسرے مسلمان مشائخ جن کا طریقہ دارا نے اختیار کیا تھا، ان کے وحدت الوجودی مشرب اور ہندو ویدانت میں کوئی بُعد نہ تھا اور فلسفہ وحدت الوجود سے وحدت ادیان کے تصور تک پہنچنے میں کوئی ناقابل عبور مشکل نہ تھی۔ چنانچہ دارا نے دوسرے مذاہب بالخصوص ہندو ویدانت میں چھان بین شروع کی جس کا پہلا نتیجہ مجمع البحرین کی صورت میں (۱۰۶۵ھ / ۱۶۵۵ء) نمودار ہوا۔"۳۱؎

اسلام اور ہندومت کا ملغوبہ بنانے کی کاوشیں:

مجمع البحرین مسلمان صوفیوں اور ہندو یوگیوں کے عقائد کا مجموعہ ہے۔ اس مختصر رسالہ میں عناصر، حواس، صفاتِ الٰہی، نبوت، ولایت، اور عالم برزخ وغیرہ کے متعلق تصوف اور یوگ کے خیالات جمع کیے ہیں اور اُنھیں ایک دوسرے کے مطابق ثابت کیا ہے۔ مسلمانوں میں کئی آزاد خیال اس روحانی مفاہمت کے ترجمان اور داراشکوہ کے حاشیہ نشین تھے۔ ان کے علاوہ کوئی اور مسلمان تھے جو ہندو سادھوؤں اور جوگیوں کی روحانیت کے قائل تھے اور ان سے مل کر متاثر بھی ہوتے تھے۔ آزاد خیالی اور داراشکوہ کے ساختہ ماحول کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں پر بیراگیوں اور جوگیوں کے عقائد کا بہت گہرا اثر پڑا اور بہتوں نے ان کی مصاحبت اختیار کر لی، اور بعض خود کو کسی ہندو کا "مرید" کہتے تھے بعض بشن اور بسم اللہ کے ایک ہی معنی کرتے۔ سبحانی نامی درویش مسجد و مندر دونوں کی برابر تعظیم کرتے تھے، مندر میں مندروں کے آئین کے مطابق پوجا اور ڈنڈوت یعنی پرستش کے مراسم بھی ادا کرتے تھے اور مسجد میں مسلمانوں کی طرح نماز بھی پڑھتے تھے۔ ۳۲ جوشش بھی لکھتا ہے:

چشم وحدت سے گر کوئی دیکھے بت پرستی بھی حق پرستی ہے ۳۳

اس سلسلے میں غالب لکھتے ہیں:

وفاداری، بہ شرط استواری اصل ایماں ہے مرے بت خانہ میں، تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو ۳۴

اس دور میں ہندو مذہبی لٹریچر کا ترجمہ ہونے لگا۔ مختصر یہ کہ فارسی میں مہابھارت، بھگوت گیتا، اور سنسکرت کی دوسری کتابوں کا ترجمہ ہونے اور مسلمانوں کو ہندو عالموں اور پنڈتوں اور ان کے اہل فکر و نظر سے ربط و ضبط کا موقع ملنے کا مجموعی نتیجہ بقول شیخ محمد اکرام یہ ہوا کہ: "ہندو ویدانتی یہ دیکھنے لگے کہ مثنوی مولانا روم اور اسلامی تصوف کی کتابوں میں کئی ایسی باتیں ہیں جنھیں وہ اپنا کہہ سکتے ہیں۔ اور بعض مسلمان بھی سمجھنے لگے کہ ہندوؤں میں فقط بت پرست اور دیوتاؤں سے انسانی اوصاف اور عام بشری خصائص منسوب کرنے والے لوگ نہیں، بلکہ کئی پاکیزہ خیال، بے حرص اور بے ریا تارکانِ دنیا بھی ہیں۔" ۳۵

عہدِ اورنگ زیب عالمگیر اور مذہب:

شاہجہاں، داراشکوہ کو حکومت سپرد کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اورنگ زیب نے اس کی ایک لاکھ بیس ہزار فوج کو صرف تیس ہزار فوج سے شکست دی اور داراشکوہ پر مرتد ہونے کے الزام میں عدالت نے سزائے موت دے

دی۔۳۶ اورنگ زیب دیندار اور حکومت کرنے کا اہل تھا۔ اس کی سلطنت کی مدت (۱۰۶۸ھ تا ۱۱۱۸ھ / ۱۶۵۷ء تا ۱۷۰۷ء) تقریباً پچاس سال ہے۔ اس دوران اس نے جو اصلاحات کیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی شراب نوشی، جوابازی، بدکاری اور علم النجوم کو سختی سے ممنوع قرار دے دیا۔ موسیقی کو دربار سے ختم کروادیا۔۳۷

اورنگ زیب کی بہت بڑی اصلاح "محکمہ احتساب" تھا۔ یہ محکمہ لوگوں کو برے کاموں سے مکمل باز رکھنے کے لیے قائم ہوا تھا۔ انصاف کے معاملہ میں اس قدر سخت تھا کہ امیر وغریب سب یکساں تھے۔ اس نے پورے ملک میں اعلان کرادیا کہ اگر کوئی بادشاہ پر مقدمہ کرنا چاہے تو عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔۳۸ وہ خود سادہ زندگی بسر کرتا اور بیت المال کے پیسے کو ہاتھ نہ لگاتا۔ اپنی روزی ٹوپیاں بناکر اور قرآن مجید لکھ کر کماتا، اس نے سلاطین والی عیش وعشرت کا خاتمہ کر دیا اور سرکاری روپیہ بیکار خرچ نہ کیا۔ شاہجہاں نے تاج محل کے سامنے اس نمونہ کا ایک مقبرہ بنانا شروع کیا تھا اور اس کی جالیاں چاندی کی بنوائی گئی تھیں۔ اورنگ زیب نے اس چاندی کو گلاکر سکے بنوائے اور سڑکیں تعمیر کیں۔ پل بنوائے اور رعایا کو آرام پہنچایا۔۳۹ خود اپنی ذات پر اس نے خزانہ سے کچھ خرچ نہیں کیا۔ مرنے سے پہلے اس نے وصیت کی کہ ساڑھے چار روپے جو میرے ہاتھ کی محنت کے ہیں اور ٹوپیوں کی سلائی سے بچے ہیں، اس سے تجہیز وتکفین ہو اور آٹھ سو پانچ روپے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہیں مساکین میں تقسیم کیے جائیں۔۴۰

فتاویٰ عالمگیری:

عہدِ اورنگ زیب کی سب سے اہم تصنیف فتاویٰ عالمگیری ہے جسے ہندوستان کے حنفی علماء ہدایہ کے بعد سب سے بہترین فقہی کتاب سمجھتے ہیں۔ اس وقت فقہ کی کوئی مبسوط کتاب موجود نہ تھی۔ چنانچہ اورنگ زیب نے ممتاز علماء کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ فقہ کی تمام کتب سے "مفتیٰ بہا مسائل" منتخب کرکے ایک کتاب تیار کی جائے جو فقہ کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہو۔ اس جماعت کے صدر شیخ نظام تھے۔ علما کے لیے وظائف مقرر ہوئے اور آٹھ سال میں یہ کتاب تیار ہوئی۔ اس کی تیاری میں دولاکھ روپے صرف ہوئے۔ کتاب کا طریق کار یہ ہے کہ اہم مسائل پر فقہ کی مشہور اور مستند کتابوں سے اقتباسات ماخذ کے حوالوں کے ساتھ جمع کر دیے گئے ہیں اور یہ

انتخاب اور ترتیب اس محنت اور احتیاط کے ساتھ کی گئی ہے کہ جو مسائل قاضی یا مفتی کو پیش آسکتے ہیں ان کے متعلق مشہور فقہاء کی رائے بغیر کسی دشواری کے دستیاب ہو سکتی ہے۔[۴۱]

مورخ اکبر شاہ خان نجیب آبادی اورنگ زیب عالمگیر کی خدمات کے بارے لکھتے ہیں:"اگرچہ عالم گیر نے کتاب وسنت کی کوئی خصوصی خدمت انجام نہیں دی لیکن یہ یا تھوڑی بات تھی کہ اس نے تورہ چنگیزی کی اکثر مراسم کو مٹایا اور فتاویٰ عالمگیری کے نام سے فقہ حنفی کی ایک ضخیم کتاب بہت سے مولویوں کو جمع کر کے تصنیف و تالیف کرائی جو آج تک مولویوں کے ہزارہا فتووں کا ماخذ ہے۔[۴۲] اس عظیم بادشاہ نے بروز جمعہ ۴ فروری ۱۷۰۷ء بمطابق ۱۱۱۸ھ وفات پائی۔[۴۳]

اورنگ زیب کے انتقال کے بعد اس کے لڑکے محمد معظم، بہادر شاہ وشاہ عالم اول کے نام سے (۱۱۱۸ھ تا ۱۱۲۴ھ / ۱۷۰۷ء تا ۱۷۱۲ء) تک پانچ سال حکومت کی اور پڑپوتے فرخ سیر نے (۱۱۲۴ھ تا ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۲ء تا ۱۷۱۹ء) تک سات سال حکومت کی۔ لیکن محمد شاہ (۱۷۲۰ء تا ۱۷۴۸ء) اپنے باپ دادا کی تمام خوبیوں سے محروم تھا۔ اس لیے اس کو محمد شاہ رنگیلے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ محمد شاہ کے جانشین احمد شاہ (۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۴ء) اور عالمگیر دوم (۱۷۵۴ء تا ۱۷۵۹ء) سلطنت کے زوال کو نہ روک سکے۔ ایک امیر شہاب الدین کا اقتدار یہاں تک بڑھ گیا کہ اس نے احمد شاہ کو معزول کر کے اندھا کر دیا اور پھر اس کے جانشین عالمگیر ثانی کو قتل کر کے اس کے لڑکے شاہ عالم ثانی (۱۷۵۹ء تا ۱۸۰۶ء) کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ شاہ عالم صرف نام کا بادشاہ تھا۔ چنانچہ مثل معروف ہے:"سلطنتِ شاہ عالم از دہلی تا پالم۔" یہی وہ دور تھا جب شاہ ولی اللہ، روہیلے سردار نواب نجیب الدولہ اور چند دوسرے امراء نے مرہٹوں کا زور توڑنے کے لیے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔ احمد شاہ ابدالی برصغیر پاکستان وہند کے مسلمانوں کی مدد کے لیے اس طرح آیا تھا۔ اس نے ہندوستان میں اپنی حکومت قائم نہیں کی اور قندھار واپس چلا گیا۔ یہ بات اسلامی ہند کے لیے نقصان دہ ثابت ہوئی۔ شاہ عالم کے بعد اس کے دو جانشین اکبر شاہ دوم (۱۸۰۶ء تا ۱۸۳۷ء) اور بہادر شاہ ظفر (۱۸۳۷ء تا ۱۸۵۸ء) بھی صرف لال قلعہ کے حکمران تھے اور انگریزوں کے پنشن خوار۔ یہ سیاسی حالات تھے کہ قوم بھی معاشرتی اور اخلاقی پستی کی طرف قدم بہ قدم بڑھتی چلی جارہی تھی۔ اعتقادی، سماجی اور کئی دیگر پہلوؤں سے غیر اسلامی عقائد رسوم زندگیوں میں داخل ہو چکی تھیں۔ اس دور کی مذہبی بداعتقادی کی تصویر مولانا ابوالحسن علی ندوی یوں کھینچتے ہیں:

"ضعیفُ الاعتقادی، بدعات، ہندوؤں اور شیعوں کے بہت سی رسوم وعادات کی تقلید، شرک کی بہت سی صورتیں کھلی ہوئی قبر پرستی، مشائخ کے لیے سجدہ تعظیمی، مزارات اور اس کے قرب وجوار کا حرم کی طرح احترام، قبروں پر چادریں چڑھانا، منتیں ماننا، بزرگوں کے نام پر قربانیاں کرنا، مزارات کا طواف، وہاں میلہ لگانا، تہوار منانا، گانا بجانا اور چراغاں کرنا اور مختصر الفاظ میں ان کو قبلہ وکعبہ اور ملجا وماویٰ سمجھنا، کوئی ایسا واقعہ اور منظر نہ تھا جس کو دیکھنے کے لیے بہت دور جانے اور بہت دیر انتظار کرنے کی ضرورت ہوتی۔ شیخ سدو کا بکرا، سید احمد کبیر کی گائے، غازی میاں کے جھنڈے اور چھڑیاں، محرّم کے تعزیے، غیر اِسلامی تہواروں کو شان وشوکت سے منانا، بیماریوں کے دفع کرنے میں اَرواحِ خبیثہ اور بعض اوقات دیوی دیوتاؤں کی رضا جوئی اور خوف، چیچک بیماری میں سیتلا کی تعظیم، اَولیاء وصالحین کے لیے منتیں ماننا اور قربانیاں کرنا، اَولیاء اور نیک بیبیوں کے نام سے روزے کی نیت کرنا اور اِن سے اپنی حاجت براری اور مقاصد کی تکمیل کو وابستہ کرنا اور اِس سلسلہ میں خاص دن خاص کھانے (بی بی کی صحنک، مخدوم صاحب کا توشہ وغیرہ) اور اِن میں خاص آداب کی پابندی، یہ اور ایسے بہت سے عنوانات ہیں جن کے ماتحت توہمات، عقائد فاسدہ، رسوم جاہلیت اور التزامات اور پابندیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش مدار بخش اور سالار بخش نام عام تھے۔"[۴۴]

الغرض بارھویں صدی ہجری اور اٹھارھویں صدی عیسوی کا ہندوستان سیاسی، انتظامی، اخلاقی اور بہت حد تک اعتقادی حیثیت سے اِنحطاط وپستی کے اُس نقطے پر پہنچ گیا تھا، جو اسلامی ملکوں کے زوال اور مسلم معاشرے کی پستی کا افسوس ناک اور خطرناک مرحلہ ہوتا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے اِس مجموعی صورتِ حال کا نقشہ اپنے ایک مضمون میں بڑی بلاغت واِختصار کے ساتھ کھینچا ہے، وہ لکھتے ہیں:

مغلیہ سلطنت کا آفتاب لبِ بام تھا، مسلمانوں میں رسوم وبدعات کا زور تھا، جھوٹے فقراء اور مشائخ اپنے بزرگوں کی خانقاہوں میں مسندیں بچھائے اور اپنے بزرگوں کے مزاروں پر چراغ جلائے بیٹھے تھے۔ مدرسوں کا گوشہ گوشہ منطق وحکمت کے ہنگاموں سے پر شور تھا۔ فقہ وفتاویٰ کی لفظی پرستش ہر مفتی کے پیشِ نظر تھی۔ مسائلِ فقہ میں تحقیق وتدقیق مذہب کا سب بڑا سے جُرم تھا۔ عوام تو عوام

خواص تک قرآن پاک کے معانی و مطالب اور احادیث کے احکامات وارشادات اور فقہ کے اَسرار و مصالح سے بے خبر تھے۔[۴۵]

خلاصہ کلام:

برصغیر کا مذہبی خاکہ بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اُمتِ اسلامیہ اپنی عظمتِ رفتہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی مذہبی حالت کو پہچان سکے۔ ہندوستان میں خاندانِ تغلق تا خاندانِ مغلیہ مسلمانوں کی حکومت تقریباً پانچ صدیوں سے زیادہ بنتی ہے۔ جب کہ اس سے پہلے بھی مسلمانوں نے صدیوں حکومت کی لیکن مذہب کے حوالے سے مسلم اُمہ کوئی انقلابی کردار نہ ادا کر سکی۔ خصوصاً مغلیہ عہدِ حکومت میں تو ہندوؤں سے مرعوب ہونا مسلمانوں کا شیوہ بن چکا تھا۔ اور اتنی طویل مدت حکومت کرنے کے باوجود ہندو ہمیشہ تعداد میں زیادہ ہی رہے۔ مسلم حکمرانوں نے اسلام کی نشر واشاعت میں بہت اہم کردار ادا نہ کیا بلکہ ہندوؤں سے متاثر نظر آتے ہیں۔ مدتوں مسلم قوم ہندوؤں کے ساتھ رہی اور ہندو تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ تو اس سے مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم ورواج سرائیت کر گئے مسلم اقوام میں بھی بیشتر نو مسلم ہندوؤں کی تعداد تھی۔ ایک ہی گھر کے افراد کچھ ہندو تھے، کچھ مسلمان۔ تو ان کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، رہن سہن، طرز معاشرت ایک ساتھ تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسم ورواج، عادات واطوار اور ہندو توہمات نے بہت جلد اسلامی رسم ورواج کو پس پشت ڈال دیا۔

بعض حکمران اپنے آپ کو کہلاتے تو مسلمان تھے لیکن درپردہ ہندوؤں کے زیرِ اثر تھے۔ ہمایوں کا گائے کا گوشت نہ کھانا، اکبر کا دین الٰہی، اکبری بادشاہ کو سجدہ، عہد شاہ جہاں میں ہندو سادھوؤں اور جوگیوں کی تعظیم اسی عہد میں مجمع البحرین کا لکھا جانا کہ ہندو اور مسلم میں فرق مٹ جائے، یہ سب کیا مسلم حکمرانوں کے کارنامے معلوم ہوتے ہیں؟ چاہیے تو یہ تھا کہ مسلمان حکمران قرآن وسنت کو معیار بناتے، اسلام کی عظمت کو تسلیم کرتے، خود اپنی مسلمانیت پر فخر کرتے تاکہ ہندو اُن سے اس قدر متاثر ہوتے کہ ہندوستان میں اکثریت مسلمانوں کی ہوتی۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ سوائے اورنگ زیب عالمگیر کے، مسلم سلاطین نے اسلام کو مضبوط کرنے کی بجائے اپنی سلطنت کو مضبوط کرنے پر زیادہ توجہ صرف کی۔ چاہے وہ مضبوطی دین الٰہی نافذ کر کے ملے یا ہندو سادھوؤں سے متاثر ہو کر ملے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ثروت صولت، ملّتِ اسلامیہ کی مختصر تاریخ،اسلامک پبلیکیشنز،لاہور طبع پنجم جنوری ۱۹۹۲ء، ۲/ ۱۵۴

۲۔ نجیب آبادی، اکبر شاہ خاں، مولانا، اُمتِ محمدیہ زوال پذیر کیوں ؟، دارالابلاغ،لاہور اشاعت اول، اپریل ۲۰۰۶ء، ص ۱۵۴

۳۔ محمد اکرام، شیخ، آب کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ایڈیشن تئیسواں، جون ۲۰۰۶ء، ص ۴۶۶

۴۔ ندوی، مسعود عالم، تاریخ الدعوۃ الاسلامیہ فی الہند، دارالعربیہ، بیروت، ص ۴۴

۵۔ ایضاً، ص ۴۵ ۶۔ تاریخ ہند، ص ۴۴۷ ۷۔ اُمتِ محمدیہ زوال پذیر کیوں؟ ص ۱۵

۸۔ محمد اکرام، شیخ، رودِ کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، طبع چہاردہم ۱۹۹۲ء، ص ۲۳

۹۔ ایضاً، ص ۲۲ بحوالہ ترجمہ از "انڈین اسلام" (ٹائی ٹس) اس وصیت کی نقل اسسٹنٹ لائبریری بھوپال میں ہے۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۴

۱۱۔ میر ٹھی، زین العابدین سجاد، مفتی، اکبر آبادی، انتظام اللہ شہابی، مفتی، تاریخ ملت، ادارہ اسلامیات طبع اول مئی ۱۹۹۱ء، ۳/ ۶۶۸

۱۲۔ سالک، عبد المجید، مسلم ثقافت ہندوستان میں، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، طبع سوم ۱۹۸۲ء، ص ۴۸۰

۱۳۔ رودِ کوثر، ص ۵۷۔۵۹، بحوالہ دبستانِ مذاہب ص ۳۰۸

۱۴۔ ایضاً، ص ۶۰، بحوالہ حالنامہ قلمی صفحہ ۴۵۳۔۴۵۴

۱۵۔ رودِ کوثر، ص:۸۸

۱۶۔ شہزادہ سلیم نے بعد میں جہانگیر کا لقب پایا اور اکبر کے بعد تخت نشین ہوا۔ ۱۷۔ رودِ کوثر، ص ۸۹

۱۸۔ واضح رہے کہ اکبر نے بہت سی ہندو رانیوں سے شادیاں کیں۔ دختر راجہ بہارامل کچھوا ہروئی، جے پور، دختر کلیان مل والئی بیکانیر، دختر راجہ ڈونگر پور، یہ تمام رانیاں اس کے عقد میں تھیں۔

۱۹۔ رودِ کوثر، ص ۹۰۔۹۱

۲۰۔ بدایونی، عبد القادر، ملا، منتخب التواریخ، انجمن آثار و مفاخر فرہنگی، تہران، ایران، ۲/ ۲۱۲

۲۱۔ ایضاً، ۳/ ۸۰۔۸۳

۲۲۔ دیکھیے محمد عمر، ڈاکٹر، ہندوستانی تہذیب کا مسلمان پر اثر، (مقالہ پی ایچ ڈی)، پاک اکیڈمی بک سیلرز اینڈ پبلشرز کراچی، ۱۹۹۲ء، ص ۲۳۔۲۷

۲۳۔ خلاصہ از، اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۳/ ۴۹۔۵۰ ۲۴۔ آزاد، ابو الکلام، مولانا: تذکرہ، ساہتیہ اکادیمی، دہلی، اپریل ۱۹۶۸ء، ص ۲۶۴

۲۵۔ ایضاً، ص ۲/ ۲۸۳

۲۶۔ تاریخِ ملت، ۳/ ۶۸۶،۲۹۲ ۲۷۔ مسلم ثقافت ہندوستان میں، ص ۴۸۱۔۴۸۲ بحوالہ توزک جہانگیری واقعات ۱۰۲۸ھ

۲۸۔ رودِ کوثر، ص ۴۲۳، بحوالہ بادشاہ نامہ واقعات ۱۶۳۴ء

۲۹۔ ایضاً، ص ۴۴۲

۳۰۔ ایضاً ص ۴۴۳ ۳۱۔ ایضاً، ص ۴۴۵

۳۲۔ دیکھیے ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر، ص ۳۵۔۳۶ ۳۳ ۔ جوشش، مرتبہ قاضی عبدالودود، انجمن ترقی

اُردو (ہند) دہلی، ۱۹۴۱ء، ص ۱۵۷

۳۴۔ دیوان غالب، حالی پبلشنگ ہاوس دہلی، طباعت بار اوّل، فروری ۱۹۵۸ء، ص ۹۴

۳۵۔ رودِ کوثر، ص ۴۴۶۔۴۴۷

۳۶۔ ملتِ اسلامیہ کی مختصر تاریخ ۲/ ۲۹۷

۳۷۔ رودِ کوثر، ص، ۴۵۸

۳۸۔ ملتِ اسلامیہ کی مختصر تاریخ ۲/ ۲۹۹

۳۹۔ ایضاً، ۲/ ۲۹۸۔۲۹۹

پاکستان، طبع دوم ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء، ص ۲۸۰

۴۴۔ ندوی، ابوالحسن علی، سید: تاریخ دعوت وعزیمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۵/ ۶۳

۴۵۔ سید سلیمان ندوی، مقالات سلیمان، مرتب: شاہ معین الدین ندوی (اعظم گڑھ: معارف، ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۸ء) ۲/ ۴۴۔

1. *thrwt ṣūlt , mltay islamiya ki mkhtṣr tarīkh, islamic publications, lahore ṭbʿ pnjm jnwrī ʾ,*
2. Njī*b ābadi, akbar shah khaṉ , mūlana umtay Muhammadiya zwal pdhīr kyūn ? , daral-iblagh, Lahore ashaʿt awl, april ʾ, ṣ*
3. Muhammad akram, shaykh, a*bay kūthr, adarh thqaft islamiya Lahore, edition tʾīswaṉ , june ʾ, ṣ*
4. Ndwī*, msʿūd ʿalm, tarīkh al-dʿwat al-islamiya fī al-hnd, daral-ʿrbiya, bayrūt, ṣ*
5. Ayḍ*an,ṣ*
6. Tarī*khay hnd, ṣ*
7. Umtay Muhammadiya zwal pdhī*r kyūṉ? ṣ*
8. Muhammad akram, shaykh, rū*day kūthr , adarh thqaft islamiya Lahore, ṭbʿ char dhm ʾ, ṣ*
9. Ayḍ*an,ṣ bḥwalh trjmh az "indyn islam" (ṯaī ṯs) is wṣyt kī nql asisṯnṯ library bhūpal mīṉ hay.*
10. Ayḍ*an,ṣ*
11. Mī*rṯhi, zany al-ʿabdīn sjad, mftī, akbar ābadī, intẓam Allah shhabī, mftī, tarīkhay mlt, adarh islamiyat ṭbʿ awl may ʾ,*
12. Salk, *ʿbd al-mjīd, mslm thqaft hndūstan mīṉ, adarh thqaft islamiya, Lahore, ṭbʿ sūm ʾ, ṣ*
13. Rū*day kūthr, ṣ . ,bḥwalh dbstanay mdhahb ṣ*
14. Ayḍ*an,ṣ* , bḥwalh ḥ*alnamh qlmī ṣfḥh*
15. Rū*day kūthr, ṣ:*

16. Shhzadh slī*m nay b'd mīn̲ jhangīr ka lqb paya aūr akbar kay b'd tkht nshīn hwa* .
17. Ru*day kūthr, ṣ*
18. Waḍ*ḥ rhay kh akbar nay bht sī hndū ranyon̲ say shadyan̲ kīn̲. dkhtr rajh bhar aml kḥhwa brūī, jay pūr, dkhtr klyan ml wal'ī baykarnyr, dkhtr rajh d̲ūngr pūr, yh tmam ranyan̲ is kay 'qd mīn̲ thīn̲.*
19. Ru*day kūthr, ṣ*
20. Bdaywanī, *'bd al-qadr,mla,mntkhb al-twarīkh,anjmn āthar w mfakhr frhngī,thran, ayran,*

Ayḍ*an*

21. daykhiyay Muhammad *'mr, d̲akt̲r, hndūstanī thdhīb ka mslman pr athr, (mqalh Phd), pak academy bk saylrz aynd̲ publishers krachī, ', ṣ*
22. Khlaṣ*h az, urdū da'rh m'arfay islamiya pnjab university, Lahore,*
23. Aẕ*ad, abū al-klam, mūlana. Tdhkrh, sahtyh akadaymī, dahlī, april ', ṣ*
24. Ayḍ*an,ṣ*
25. Tarīk*hay mlt,*
26. Mslm thqaft hndu*̄stan mīn̲, ṣ*
27. Bḥ*walh tūzk jhangīrī waq'at h*
28. Ru*day kūthr, ṣ*
29. Bḥ*walh badshah namh waq'at '*
30. Ayḍ*an,ṣ*
31. Ayḍ*an,ṣ*
32. Ayḍ*an,ṣ*
33. Daykhiyay hndu*̄stanī thdhīb ka mslmanūn̲ pr athr, ṣ*
34. Ju*̄shsih, mrtbh qaḍī 'bd al-wdūd, anjmn trqī urdū (hnd) dhlī, ', ṣ*
35. Dī*wanay ghalb , ḥalī publishing haūs dhlī, ṭba't bar awl, frwrī , ṣ*
36. Ru*day kūthr, ṣ*
37. Mltay islamiya kī *mkhtṣr tarīkh*
38. Ru*day kūthr, ṣ*
39. Mltay islamiya kī *mkhtṣr tarīkh*
40. Ayḍ*an,*
41. Pakistan ,.t*b' dūm h/ ',ṣ*
42. Ndwī, *abū al-ḥsn 'lī, syd. Tarīkh d'wt w 'zīmt, mjls nshryat islam, krachī,*